بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الوعظ والتذکیر

سلسلہ اِشاعت: (۵۳)

علم میں اِضافہ کی دعا

خطاب:

حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصورپوری

اُستاذ حدیث وفقہ دارالعلوم دیوبند

جمع وضبط:

(مفتی) عبدالرحمٰن قاسمی بنگلوری

مدرسہ دارالتوحید بنگلور

ناشر

المركز العلمي للنشر والتحقيق

لال باغ مرادآباد

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ. [الذّٰریٰت: ۵۵]
(اور مسلسل نصیحت فرماتے رہیے؛ کیوں کہ نصیحت ایمان والوں کو نفع دیتی ہے)

کتاب الوعظ والتذکیر

سلسلہ اِشاعت: (۵۳)

❍ موضوعِ خطاب	:	علم میں اِضافہ کی دعا
❍ خطاب	:	حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری
❍ مقام	:	مدرسہ خادم العلوم باغوں والی ضلع مظفر نگر یوپی
❍ تاریخ	:	۲۶ر صفر ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۴ر ستمبر ۲۰۲۲ء بروز ہفتہ
❍ دورانیہ	:	۲۳ر منٹ تقریباً
❍ جمع وضبط	:	(مفتی) عبدالرحمٰن قاسمی بنگلوری

❍ آڈیو بیانات سننے کے لئے درج ذیل لنک ملاحظہ کریں:

www.youtube.com/c/ALTAZKEER

www.attablig.com/MUFTI-SALMAN

الحمد للّٰہ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ ونؤمن بہٖ ونتوکّل علیہ، ونعوذ باللّٰہ من شرور أنفسنا ومن سیئات أعمالنا، من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہٗ، ومن یضلل فلا ھادي لہٗ، ونشھد أن لا إلٰہ إلا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہٗ، ونشھد أن سیدنا وحبیبنا وسندنا وشفیعنا وإمامنا ومولانا محمدًا عبدہ ورسولہ، صلی اللّٰہ تبارک وتعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وذریاتہٖ وبارک وسلّم تسلیمًا کثیرًا کثیرًا، أما بعد.

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

﴿وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا﴾ [طٰہ: جزء آیت: ۱۱٤]

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَلِيُّ الْعَظِیْمُ.

معزز اساتذۂ کرام، طلبۂ عزیز! اِس وقت آپ کے سامنے ایک آیت کا ٹکڑا تلاوت کیا گیا ہے، جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک اہم دعا تلقین فرمائی ہے کہ اے پیغمبر علیہ السلام! آپ اِن الفاظ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کریں کہ: ﴿رَبِّ زِدْنِیْ

عِلْمًا﴾ [طٰہ: جزء آیت: ۱۱۴] کہ ’’اے میرے رب! میرے علم میں اِضافہ فرمایئے‘‘۔

اِس میں ایک نصیحت تو یہ ہے کہ آدمی کتنے ہی اُونچے سے اُونچے مقام تک پہنچ جائے، اُسے کبھی بھی دعا سے مستغنی نہیں ہونا چاہیئے؛ بلکہ ہمیشہ اپنی ہر ضرورت اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی عادت بنانی چاہیئے؛ کیوں کہ جس شخص کے لئے ’’دعا‘‘ کا دروازہ کھل جائے وہ کبھی بھی محروم نہیں رہ سکتا۔

بے شک دنیا دارالاسباب ہے، اِس لئے مقاصد کے حصول کے لئے اَسباب اختیار کرنا ضروری ہے؛ لیکن دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع بھی لازم ہے، اُس کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔

اِس دعا سے دوسری نصیحت یہ حاصل ہوتی ہے کہ آدمی کتنا ہی بڑا عالم کیوں نہ ہو جائے؛ مگر اُسے کبھی بھی اپنے آپ کو علم میں اِضافہ سے بے نیاز نہیں سمجھنا چاہیئے؛ بلکہ ہمیشہ علم کی مزید طلب میں لگے رہنا چاہیئے؛ جیسا کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے کہ: ’’مَنْهُوْمَانِ لَا يَشْبَعَانِ، مَنْهُوْمٌ فِي الْعِلْمِ لَا يَشْبَعُ مِنْهُ، وَمَنْهُوْمٌ فِي الدُّنْيَا لَا يَشْبَعُ مِنْهَا‘‘ ...... الخ. (سنن الدارمي حديث: ۳۴۳) (یعنی دو بھوکوں کی بھوک کبھی نہیں مٹتی: (۱) علم کا بھوکا؛ جو کبھی سیراب نہیں ہوتا (۲) دنیا کا حریص؛ جس کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا)

لہٰذا ہمیں بھی ایسے ہی اہل علم میں شامل ہونا چاہیئے، جو کبھی بھی علم سے بے رغبت نہ ہوں۔

ہم چاہیں جتنا بھی پڑھ لیں؛ لیکن مزید پڑھنے اور مطالعہ کرنے سے ہماری طبعیت اُکتانی نہیں چاہیئے؛ بلکہ طلب باقی رہنی چاہیئے۔ اور جو بھی نئی بات یا کوئی نئی کتاب یا تحریر ہمارے سامنے آئے، تو اُسے پڑھنے کا دلی شوق ہونا چاہیئے، اور دورانِ مطالعہ کوئی کام کی بات نظر پڑے تو اُسے محفوظ کر لینا چاہیئے۔

یہ بات کسی پر مخفی نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے علومِ تشریعیہ میں جتنا بڑا حصہ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا تھا، اُتنا کسی اور کو عطا نہیں ہوا۔

خود پیغمبر علیہ السلام کا اِرشاد ہے: ’’أُوْتِيْتُ مَفَاتِيْحَ كُلِّ شَيْءٍ‘‘. (الخصائص الكبرىٰ

۱۹٤/۲) (یعنی مجھے ہر چیز کی چابیاں عطا ہوئی ہیں) اور بلا شبہ روئے زمین پر آپ ﷺ سے بڑا کوئی عالم نہیں؛ لیکن اِس کے باوجود آپ کی زبانِ مبارک سے یہ دعا منگوائی جارہی ہے کہ: ﴿رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا﴾ (یعنی اے رب! میرے علم میں اِضافہ فرمایئے) اِس میں دراصل پوری اُمت کو نصیحت کرنا مقصود ہے کہ جب حضور اکرم علیہ السلام یہ دعا مانگ رہے ہیں تو تمہیں تو بدرجہ اولیٰ مانگنی چاہیئے، یعنی علم کی طلب تمہارے دل میں برقرار رہنی چاہیئے۔

علم میں اِضافہ کے ذرائع واَسباب:

مگر آپ جانتے ہیں کہ دنیا اَسباب کے تابع ہے، پس اگر آپ نے علم حاصل کرنے یا مزید طلب کرنے کے ذرائع کو اختیار نہیں کیا، اور صرف دعا ہی کرتے رہے، تو یہ دعا قبول نہیں ہوگی؛ بلکہ محض دعا ہی رہ جائے گی۔ اِس لئے علم میں اِضافہ کے ظاہری اَسباب کو اختیار کرنا بھی ضروری ہے۔

چناں چہ اَولاً جو بنیادی علوم ہیں، جیسے: نحو، صرف، لغت وغیرہ، اُن میں کمال پیدا کرنا لازم ہے، اگر اُن میں کمی رہ جائے گی، اور فاعل، مفعول، واحد، تثنیہ اور جمع وغیرہ کی پہچان نہ ہوگی، اور اِن علوم میں ضروری مہارت کے بغیر اگر آپ اگلے درجات میں چلے جائیں گے، تو ابتدائی درجات کی کمی آخر تک برقرار رہے گی، اور علم میں اِضافہ کے بجائے اِنحطاط ہوتا چلا جائے گا۔

اِس لئے بالخصوص ابتدائی عربی درجات میں خوب محنت کرنے کی ضرورت ہے، اِن سالوں میں جو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں اُن کو زبانی رٹنا چاہیئے، اور اُن کے اہم مباحث چاہے سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں، اُنہیں زبانی یاد کرنا ضروری ہے؛ تاکہ وہ اگلی زندگی میں ہمارے کام آسکیں۔

دوسرے یہ کہ جب ہمیں سبق پڑھنا ہے تو سبق میں حاضری سے پہلے اُس پر ہمیں نظر ڈال لینی چاہیئے، اور ہماری کتابوں میں جو ضروری حواشی چھپے ہوئے ہیں، اُن کو بھی مطالعہ میں لے آنا چاہیئے، ممکن ہے کہ ابھی آدھا اَدھورا سمجھ میں آئے؛ لیکن جب آپ مطالعہ کرکے درس میں بیٹھیں گے تو جو کمی ہوگی وہ اُستاذ کی تقریر سے پوری ہوجائے گی اور طالب علم کو شرحِ صدر نصیب ہوگا، اور اُس کی طبعیت درس میں لگے گی۔

اور اگر سبق کی کوئی بات سمجھ میں نہ آئے، تو اُستاذ سے مناسب انداز میں بے خوف ہو کر سوال کیا جائے؛ اِس لئے کہ طالبِ علم کا درس کے بارے میں سوال کرنا، اُس کی سلامت روی کی بڑی دلیل سمجھا جاتا ہے، اور اچھا سوال کرنے والا طالبِ علم اچھے اُستاذ کا منظورِ نظر بن جاتا ہے۔ اِس لئے ہمیں سبق سے پہلے سبق پر ایک نظر ڈال لینی چاہیئے۔

پھر واپسی کے بعد ہم نے جو پڑھ لیا ہے، اُسے بعد میں دوہرائیں؛ تاکہ مزید استحکام حاصل ہو، اور اگر موقع ہو تو تکرار بھی کرائیں۔

اِسی طرح ابھی سے ہمیں عادت ڈالنی ہے کہ جو بھی اُستاذ کی تقریر کے دَوران یا مطالعہ کے دَوران کوئی اہم بات ہمیں نظر آئے، تو اُسے ایک کاپی میں نوٹ کرلیں، اِس کو نوٹ کرنے سے آدمی کے لئے بڑی بڑی بحثوں کو یاد رکھنا آسان ہو جاتا ہے۔ عربی کا مقولہ ہے: "اَلْقِرَاءَۃُ صَیْدٌ وَالْکِتَابَۃُ قَیْدٌ" (یعنی پڑھنا تو ایسا ہے جیسے جنگل میں شکار نظر آ گیا اور لکھنا ایسا ہے جیسا ہم نے اُسے پکڑ کر باندھ دیا، اور وہ چیز محفوظ ہو گئی) ہمیں اِس کا اہتمام ابھی سے کرنا ہے، اگر ہم نیچے کے درجات سے اہتمام کریں گے تو اُوپر درجات تک پہنچتے پہنچتے عادت بن جائے گی، اور پھر اُن بڑی کتابوں کی اگر ہم نے اُستاد کی تقریر کی کاپی بنالی، تو یہ ہمارے لئے بہت بڑا ایک علمی سرمایہ ہوگا، جو قدم قدم پر ہمارے کام آئے گا۔

گناہوں سے بچیں!

اِسی طرح ہمیں چاہیئے کہ ہر اُس کام سے بچیں جس سے علم میں کمی پیدا ہوتی ہے۔ اَب سوال یہ ہے کہ وہ کون سے کام ہیں؟ تو اِس کا جواب یہ ہے کہ وہ سب اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے گناہ کے کام ہیں، جن کی نحوست سے ذہن و دماغ میں پیدا شدہ علم کی روشنی تاریکی میں بدل جاتی ہے، نعوذ باللہ من ذلک۔ اِس لئے ہم سب کو ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کا بہت اہتمام کرنا چاہیئے۔

کتابوں کا اَدب واحترام

اِسی طرح کتابوں کا اَدب اور احترام بھی بجالائیں؛ حتیٰ کہ علماء نے لکھا ہے کہ اَلماری میں

کتاب رکھتے وقت ترتیب کا خیال رکھیں، مثلاً: سب سے اُوپر تفسیر، پھر حدیث، پھر فقہ، پھر نحو وصرف وغیرہ کی کتابیں رکھنی چاہئے۔

جب درس گاہ میں آئیں تو کتاب دائیں ہاتھ میں لے کر آئیں، سینے سے لگا کر رکھیں، نیچے نہ لٹکائیں اور نہ بائیں ہاتھ میں لیں، یا جیسا کہ آج کل طریقہ چل گیا کہ پیچھے لٹکنے والا بیگ ہوتا ہے، اُسی میں کتابیں بھر لیتے ہیں، یہ بے اَدبی کی بات ہے، اِس سے علم میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔

نیز اپنی نیت درست رکھیں کہ ہم جو علم سیکھ رہے ہیں، اُسے کسی پر برتری کے لئے نہیں سیکھ رہے؛ بلکہ صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا جوئی، دین کی اِشاعت اور اُس کی بقا میں حصہ داری کی سعادت حاصل کرنے کے لئے ہم یہ محنت کر رہے ہیں۔

اِن باتوں کا لحاظ رکھیں گے تو یہ دعا اِن شاء اللہ ضرور قبول ہوگی، تو یہ چھوٹی سی دعا ہے؛ مگر ہر عالم اور ہر طالبِ علم اور ہر علمی مشغلے میں لگے رہنے والے کے لئے لازمی اور ضروری دعا ہے۔

علم نافع

اَب سوال یہ ہے کہ مذکورہ دعائیہ آیت میں علم سے کیا مراد ہے؟ کیوں کہ ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ کسی اور علم کے بارے میں لوگ یہ آیت پڑھنی شروع کر دیں کہ علم تو ڈاکٹری اور انجینئری کا بھی ہے، تو جاننا چاہئے کہ شریعت کی اصطلاح میں علم سے مراد علمِ نافع ہے، جس کا متن قرآنِ کریم ہے، اور اَحادیث شریفہ اُس کی شرح ہیں۔

سرورِ عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علمِ نافع کی دعا مانگی ہے، اور علم غیر نافع سے پناہ مانگنے کی تاکید کی ہے۔ اِرشادِ نبوی ہے: ”**سَلُوْا اللّٰهَ عِلْمًا نَافِعًا وَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ**“. (سنن ابن ماجة / كتاب الدعاء حديث: ٣٨٤٣) (یعنی اللہ تعالیٰ سے علم نافع کا سوال کرو اور غیر نافع علم سے پناہ مانگو)

نیز پیغمبر علیہ السلام اِن اَلفاظ میں بھی دعا فرمایا کرتے تھے: ”**اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ، وَزِدْنِيْ عِلْمًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ، وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ**

مِـنْ حَالِ أَهْلِ النَّارِ". (سنن الترمذي / أبواب الدعوات رقم: ۳۵۹۹، تفسیر ابن کثیر مکمل ص: ۸۶۳ دار السلام ریاض) (اے اللہ! مجھے آپ کے عطا کردہ علم سے نفع اُٹھانے کی توفیق عطا فرما اور مجھے علم نافع نصیب فرما، اور میرے علم میں اِضافہ فرما، ہر طرح کی خوبیاں بہر حال اللہ ہی کے لئے ہیں، اور میں اللہ تعالیٰ سے جہنمیوں کے اَحوال (کفر وفسق اور عذاب وغیرہ) سے پناہ چاہتا ہوں)

ظاہر ہے کہ علمِ نافع وہی ہے جو آخرت میں موجبِ نجات ہو، اور خود عالم اُس پر عامل بھی ہو، یعنی خالی زبان پر نہ ہو؛ بلکہ اعضاء وجوارح پر بھی اُس علم کا اثر ہو۔

اِسی طرح علم نافع وہ ہے جو عالم کی ذات تک محدود نہ رہے؛ بلکہ دوسروں تک متعدی ہو۔

البتہ علم کو متعدی کرنے کے طریقے مختلف ہوسکتے ہیں، مثلاً: تدریس، تصنیف وتالیف، وعظ وتذکیر وغیرہ۔

اِس لئے ہمیں اپنے دل میں ارادہ اور عزم کرنا ہے کہ اِن شاء اللہ ہم اپنے علم کو علمِ نافع بنانے پر محنت کریں گے۔

اور جہاں تک ہوسکے گا ہم دوسروں تک پہنچانے اور منتقل کرنے کی کوشش کریں گے۔

اِس کے ذریعہ خود اپنی زندگی سنوارنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی سنوارنے کی کوشش کریں گے۔ ''ہمتِ مرداں مددِ خدا''، یعنی جب آدمی ہمت اور عزم کرتا ہے، تو اللہ کی مدد آتی ہے۔

اچھی طرح سمجھ لیں کہ ہمارا طالب علمی کا یہ زمانہ پوری زندگی کا خلاصہ اور سرمایہ ہے، جو اِن سالوں کو کارآمد بنالے گا، اُس کی زندگی کارآمد اور روشن ہوجائے گی، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

اور اُس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ دین کی اِشاعت کا کام لیں گے، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائیں، کہنے سننے سے زیادہ عمل کی سعادت سے نوازیں۔ آمین

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلیٰ خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.